❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت بیعتِ خلافت
وقت 5-7 منٹ

خلافت کی بیعت کیوں ضروری ہے؟

(تقریر نمبر1)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۔ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ۔ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ۔ وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۔(النور:56)

یعنی اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنادے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

ہے عہدِ بیعت اپنا، ہمیں جان سے پیارا
جو اِس سے پھرے، اُس کے مقدّر میں خسارہ
ہم عہد نبھائیں گے جو اللہ سے باندھا
حاضر ہے ہر اِک بوجھ اُٹھانے کو یہ کاندھا

سامعین کرام! مجھے آج آپ معزز سامعین سے ایک ایسے اہم اور ضروری عنوان پر گفتگو کرنی ہے جو اسلام احمدیت انسٹیوشن میں بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ یعنی خلافت کی بیعت کیوں ضروری ہے؟۔ اِس کے دو حصّے ہیں اوّل۔ جماعت احمدیہ میں داخل ہوتے وقت بیعت کرتے ہوئے اور دوم۔ نئے خلیفہ کے انتخاب پر اُس کی بیعت کرنا ضروری اور لازمی ہے۔

آج کی تقریر کے عنوان میں تین الفاظ پر غور اور اُنہیں سمجھنا ضروری ہے۔ پہلا لفظ "خلافت" ہے۔ دوسرا لفظ "بیعت" ہے جبکہ لفظِ "ضروری" بھی اپنے اندر دریا کا ایک بہاؤ رکھتا ہے جسے وقت پر بحث میں لایا جائے گا۔ اِسی لئے شاید مجھے اِس مضمون کا کسی حد تک حق ادا کرنے کے لئے دو تقاریر کا سہارا لینا پڑے۔ آج خلافت اور بیعت پر گفتگو کا آغاز کرتے ہیں۔

لغت کی رو سے خلافت کے معنی نیابت اور جانشینی کے ہیں اور اصطلاحاً اِس سے مراد نبی کا جانشین ہوتا ہے۔ علّامہ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ خلیفہ وہ ہوتا ہے جو کسی جانے والے کی جگہ پر کھڑا ہو اور اُس کے جانے کی وجہ سے پیدا ہونے والے خلا کو پُر کر دے۔

(النہایۃ جلد اوّل صفحہ 315)

علامہ بیضاوی نے لفظِ خلیفہ کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ خلیفہ کسی دوسرے شخص کے بعد ہوتا ہے اور اُس کی قائمقامی کرتا ہے اور اِس میں جو ھاء ہے وہ مبالغہ کے لئے ہے۔

(تفسیر بیضاوی جلد اوّل صفحہ 59)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں، جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانے کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اُس کو دور کرنے کے واسطے جو اُن کی جگہ آتے ہیں اُنہیں خلیفہ کہتے ہیں"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 383)

خلافت کو ہم نبوّت کا تتمّہ بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے نبی کو جو کام سپرد کر کے بھیجتا ہے وہ اپنی زندگی کے محدود حصّہ میں صرف تخمریزی کا ہی کام ہوتا ہے۔ انبیاء کے ہاتھوں اُن کے مشن کی صرف ابتداء ہی ہوتی ہے، اِس کی بنیاد پڑتی ہے لیکن ان کے جانے کے بعد خلافت، نبوت کا تتمہ اور حصّہ بن کر وجود میں آتی ہے۔ یہ خدا کی قدیم سے سنت ہے جیسا کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ

مَا کَانَتِ النُّبُوَّۃُ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْھَا خِلَافَۃٌ "

(کنز العمال جلد 6 صفحہ 119)

کہ ہر نبوت کے بعد خلافت لازمی طور پر قائم ہوتی رہی ہے۔

پس خلافت نبوت کی تتمّہ بھی ہے اور جانشینی بھی اور خلیفہ نبی کے شروع کئے ہوئے عظیم الشان مشن کو خدا تعالیٰ سے راہنمائی حاصل کرتے ہوئے نبی کی ہی نشان کردہ راہوں پر چلتے ہوئے آگے سے آگے بڑھاتا ہے گویا کہ تجدید دین کرتا ہے اور وہ اپنے فرائض کو پوری شدّت، جوش و خروش اور تیزی کے ساتھ ادا کرتا ہے کیونکہ لفظ خلیفہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ یہ ہے خلافت حقّہ کا تصوّر، جو خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم ہوتا ہے اور جو دنیا کے ہر نظام سے ہر پہلو میں کہیں بہتر اور زیادہ موثر ہے۔

سامعین! اگر بالفرض نبوت کے بعد خلافت کا سلسلہ نہ ہو تو نعوذ باللہ اس سے خدا تعالیٰ پر حرف آتا ہے کہ اُس نے دنیا میں ایک منصوبہ جاری فرمایا مگر ابھی وہ تشنۂ تکمیل ہی تھا کہ اس نے اس قائم کردہ سلسلہ کو اپنے ہاتھوں سے ملیا میٹ کر دیا، گویا وہ ایک بلبلہ تھا جو سمندر کی سطح پر ظاہر ہوا اور پھر چند ثانیے بعد وہ ہمیشہ کے لئے مٹ کر پانی کی مہیب لہروں میں غائب ہو گیا۔ پس خدا تعالیٰ کی شان اسی میں ہے کہ نبی کی وفات کے بعد اس کی جانشینی کا سلسلہ بھی قائم ہو، جو اس نبی کے مشن کو مکمل کرنے میں کوشاں ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس نقطہ نظر سے نظام خلافت کے قیام کی ضرورت و اہمیت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ کا کلام مجھے فرماتا ہے... وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا، کچھ میرے ہاتھ سے کچھ میرے بعد، یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اِس سنت کو وہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے... اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخمریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے، لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا، بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے... ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناکام رہ گئے تھے، اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔"

(الوصیت)

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اِسی مضمون کو ایک جگہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ

"بعض صاحب آیت وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ کی عمومیت سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ مِنْکُمْ سے صحابہ ہی مراد ہیں اور خلافت راشدہ حقّہ اُنہیں کے زمانے تک ختم ہو گئی اور پھر قیامت تک اسلام میں اس خلافت کا نام و نشان نہیں ہو گا۔ گویا ایک خواب و خیال کی طرح اس خلافت کا صرف تیس برس تک ہی دَور تھا اور پھر ہمیشہ کے لئے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا۔ مگر مَیں پوچھتا ہوں کہ کیا کسی نیک دل انسان کی ایسی رائے ہو سکتی ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت تو یہ اعتقاد رکھے کہ بلاشبہ ان کی شریعت کی برکت اور خلافت راشدہ کا زمانہ برابر چودہ سو برس تک رہا۔ لیکن وہ نبی جو افضل الرسل اور خیر الانبیاء کہلاتا ہے اور جس کی شریعت کا دامن قیامت تک مُمتد ہے اس کی برکات گویا اس کے زمانہ تک ہی محدود رہیں اور خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ کچھ بہت مدّت تک اس کی برکات کے نمونے اس کے روحانی خلیفوں کے ذریعہ سے ظاہر ہوں۔ ایسی باتوں کو سن کر تو ہمارا بدن کانپ جاتا ہے۔ مگر افسوس کہ وہ لوگ بھی مسلمان ہی کہلاتے ہیں کہ جو سراسر چالاکی اور بیباکی کی راہ سے ایسے بے ادبانہ الفاظ منہ پر لے آتے ہیں کہ گویا اسلام کی برکات آگے نہیں بلکہ مدّت ہوئی کہ ان کا خاتمہ ہو چکا ہے۔"

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 330)

پس خلافت کے قیام کی ضرورت اوراس کی اہمیت جہاں مادی قانون قدرت سے ثابت ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے روحانی نظام کا بھی یہی تقاضاہے اوراِس کی سنت بھی یہی ثابت کرتی ہے کہ نبوت کے بعد خلافت کانظام بہر حال قائم ہوناچاہئے کہ ساری دنیا کے مسائل کا حل اِسی نظام میں ہے۔

بیعت ضروری ہے

آیتِ استخلاف کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ یعنی (خلافت کے قیام کے بعد) جو اس کا انکار کرے گا وہ فاسقوں میں سے ہو گا۔ فسق سے مراد یہاں انکار اور نافرمانی ہے جس کی پہلی علامت خلیفہ کی بیعت نہ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اِس بیعت کو اپنی بیعت قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ...(الفتح:11)۔ یعنی یقیناً وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی کی بیعت کرتے ہیں۔

اسی طرح احادیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خلفاء کی اطاعت کو لازمی قرار دیتے ہوئے فرمایاہے کہ

عَلَيكُم بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ المَهْدِيِّينَ

کہ تم پر میری سنّت اور میرے خلفائے راشدین کی سنّت پر عمل کرنالازم ہے۔

(ترمذی کتاب العلم باب الاخذ بالسنّۃ)

یعنی قرآن کریم اور احادیث کے مطابق نبوّت اور خلافت کی بیعت اور اطاعت اللہ تعالیٰ کی بیعت اور اطاعت کہلائے گی۔ گویا کہ اِس حدیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اور اپنے خلفاء کی سنّت پر عمل کولازم قرار دیاہے۔

آخری دَور میں بھی ایک نبی کی امامت میں ایک جماعت اور خلافت علیٰ منہاج نبوّت کے قیام کی خبر دی گئی ہے اور مومنین کو خبر دار کیاگیاہے کہ اِس جماعت سے الگ مت ہونا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

يَدُاللهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ اِلَى النَّارِ

کہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہوتا ہے اور جو جماعت سے الگ ہوتا ہے وہ آگ کی طرف لے جایاجاتا ہے۔

(ترمذی کتاب الفتن باب لزوم الجماعۃ)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَن فَارَقَ الجَمَاعَةَ شِبرًا فَمَاتَ اِلَّامَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً۔

کہ جس نے جماعت سے ایک بالشت بھر بھی علیحدگی اختیار کی اور اس حال میں مر گیاتو اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی۔

(بخاری کتاب الفتن باب قول النبیؐ ستروں بعدی امورا تنکرونہا)

ایک اور مقام پہ فرمایا:

مَن فَارَقَ الجَمَاعَةَ شِبرًا دَخَلَ النَّارَ

کہ جس نے جماعت کو ایک بالشت بھر بھی ترک کیاتو وہ آگ میں داخل ہو گیا۔

(مستدرک حاکم کتاب العلم حدیث نمبر 407)

پھر آخری زمانے میں فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فَإِنْ رَأَيْتَ يَوْمَئِذٍ خَلِيفَةَ اللهِ فِي الْأَرْضِ فَالْزَمْهُ، وَإِنْ نُهِكَ جِسْمُكَ وَأُخِذَ مَالُكَ۔ کہ اگر تم اُس دن زمین میں اللہ کا خلیفہ دیکھو اُس سے چمٹ جاناخواہ تمہارا جسم نوچ لیاجائے اور تمہارا مال چھین لیاجائے۔

(مسند احمد بن حنبل، حَدِيثُ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ عَنِ النَّبِيِّ حدیث نمبر: 23425)

یہ احادیث ہمیں سبق دے رہی ہیں کہ تمام شرعی امور کی حفاظت اور قیادت کے لیے جب اللہ اپنا ایک خلیفہ اورامام چن لے تو تُم اُس کی بیعت کرکے اُس کی اقتداء میں آجانا اور اُس کی امامت سے باہر مت نکلنا۔ وہ ساری زندگی کے لیے تمہارا امام ہے۔ اب تمہاری ظاہری عبادتوں سمیت سب اعمال میں برکتیں اُسی امام کی اطاعت سے

وابستہ ہو گئی ہیں۔ اُس کی اطاعت کو چھوڑ کے تم انفرادی طور پر جتنی چاہو کوشش کرو، وہ کوششیں تمہیں کامیابی کی طرف نہیں ہلاکت کی طرف لے جائیں گی۔ پس خلافت کی برکت سے احباب جماعت روحانی اُخوّت و محبت کی لڑی میں پروئے جاتے ہیں۔

یہ ثابت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خلفاء بیعت لیتے تھے اور اس بیعت پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی رضا اور خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس بیعت سے پیچھے ہٹنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ اِسی سنّت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے خلفاء کی بیعت کرنا بھی لازم ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کے بغیر آنے والی موت کو جہالت کی موت قرار دیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ امام الزمان کی بیعت اور خلافت سے وابستگی کو ایک بڑا فضل قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"دنیا خاص طور پر دوسرے مسلمان شدید بے چینی میں مبتلا ہیں کہ ان کو کوئی ایسی لیڈر شپ ملے جو ان کی راہنمائی کرے۔ لیکن آپ پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا ہوا ہے کہ زمانے کے امام کی بیعت میں آکر راہنمائی مل رہی ہے۔ خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے سے نیکیوں پر قائم رہنے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے یہ سب فضل تقاضا کرتے ہیں کہ توجہ دلانے پر ہر بُرائی سے بچنے کا عہد کرتے ہوئے لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھیں۔ نیکیوں پر خود بھی قدم ماریں اور اولاد کو بھی اس پر چلنے کی تلقین کریں اور اس کے لئے کوشش کریں۔"

(خطبہ جمعہ 23/ اپریل 2010ء)

بیعت کے لغوی و اصطلاحی معانی

سامعین! خلافت کے معانی، مفہوم اور قدرے اِس کے قیام کے حوالے سے سمجھنے کے بعد اب لفظ بیعت کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ "بیعت" عربی لفظ ہے جس کے معنی بیچنے کے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر آپؐ کی کامل اطاعت اور وفا کا عہد کرنے کو اللہ تعالیٰ نے ایک "سودا" سے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ یعنی یقیناً اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لئے ہیں، تاکہ اُس کے بدلے میں انہیں جنت ملے۔ (التوبہ: 111)۔ دوسری جگہ اس شاندار بیعت کی عظمت اور تعریف بیان کرتے ہوئے فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ یعنی اے نبی! یقیناً وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی کی بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھ پر ہے۔ (الفتح: 11)

اگر ہم اس لفظِ بیعت کو Google میں ڈال کر دیکھیں تو وہاں بھی Sold لکھا ہوا نظر آتا ہے یعنی جو چیز بِک گئی ہو وہ خریدنے والے کے اختیار میں آجاتی ہے۔ بیچنے والے کا تو اُس پر کوئی حق نہیں رہتا اس کی کوئی مرضی نہیں رہتی۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"بیعت سے مراد خدا تعالیٰ کو جان سپرد کرنا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہم نے اپنی جان آج خدا تعالیٰ کے ہاتھ بیچ دی۔ یہ بالکل غلط ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں چل کر انجام کار کوئی شخص نقصان اٹھاوے۔ صادق کبھی نقصان نہیں اٹھا سکتا۔ نقصان اسی کا ہے جو کاذب ہے۔ جو دنیا کے لئے بیعت کو اور عہد کو جو اللہ تعالیٰ سے اُس نے کیا ہے توڑ رہا ہے۔ وہ شخص جو محض دنیا کے خوف سے ایسے امور کا مرتکب ہو رہا ہے، وہ یاد رکھے بوقت موت کوئی حاکم یا بادشاہ اُسے نہ چھڑا سکے گا۔ اُس نے احکم الحاکمین کے پاس جانا ہے جو اُس سے دریافت کرے گا کہ تُو نے میرا پاس کیوں نہیں کیا؟ اِس لئے ہر مومن کے لئے ضروری ہے کہ خدا جو ملک السموات والارض ہے اس پر ایمان لاوے اور سچی توبہ کرے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 29-30)

آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند حضرت مسیح و مہدی علیہ السلام اور بعد میں آنے والے خلفاء کے ہاتھ پر بیعت کر کے صحابۂ رسولؐ جیسے اطاعت کے نمونے دکھلا رہے ہیں حضرت مسیح موعودؑ اطاعت کے حقیقی معنی سمجھاتے ہوئے فرمایا تھا:

"اطاعت بھی ایک موت ہوتی ہے جیسے ایک زندہ آدمی کی کھال اتاری جائے ویسی ہی اطاعت ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 74)

آپؑ نے اپنے سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے اور آپؑ کی وفات کے بعد خلفاء دس شرائط پر بیعت لیتے رہے اور یہ سلسلہ اِن شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اس عہد بیعت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا۔

"درحقیقت وہی بیعت کرتا ہے جس کی پہلی زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے اور ایک نئی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ ہر ایک امر میں تبدیلی کرنی پڑتی ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 257)

اس کے بالمقابل عہد بیعت کے تقاضے نہ نبھانے والوں کو آپؑ نے یہ نصیحت بھی فرمائی کہ:

”بیعت کی حقیقت یہی ہے کہ بیعت کنندہ اپنے اندر سچی تبدیلی اور خوفِ خدا اپنے دل میں پیدا کرے... اور اصل مقصود کو پہچان کر اپنی زندگی میں ایک پاک نمونہ کر کے دکھاوے۔ اگر یہ نہیں تو پھر بیعت سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ یہ بیعت پھر اس کے واسطے اور بھی باعثِ عذاب ہوگی کیونکہ معاہدہ کرکے جان بوجھ کر اور سوچ سمجھ کر نافرمانی کرنا سخت خطرناک ہے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 604-605)

سامعین! جیسا کہ ہم اوپر سن آئے ہیں کہ عہدِ بیعت کا یہ سلسلہ سید الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی تھا اور صحابہ نے اِس عہد بیعت کو کمال خوبی اور خوش اسلوبی سے نبھایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باندھے گئے اس عہد مقدس پر کوئی حرف نہ آنے دیا۔ جنگ بدر کے موقع پر حضرت مقداد بن اسودؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب ہو کہا کہ یارسول اللہؐ! اگر جنگ ہوئی تو ہم موسیٰ کے ساتھیوں کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ فَاذۡهَبۡ اَنۡتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوۡنَ بلکہ خدا کی قسم! ہم آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور دشمن جو آپؐ کو نقصان پہنچانے کے لئے آیا ہے وہ آپؐ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ہماری لاشوں پر سے گزرتا ہوا نہ جائے۔ یارسول اللہؐ! جنگ تو ایک معمولی بات ہے یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر سمندر ہے آپؐ ہمیں حکم دیں کہ سمندر میں کود جاؤ۔ ہم بلادریغ سمندر میں کود جائیں گے۔

(سیرۃ الحلبیہ جلد 1 صفحہ 453)

سامعین! حرمتِ شراب کے روز حضرت ابو طلحہؓ کے گھر میں ہم جلیسوں کی ایک محفل میں مہمانوں کی تواضع کے لئے حسب دستور شراب بھی پیش کی جارہی تھی کہ دریں اثناء مدینہ کی گلیوں میں ایک منادی کرنے والا یہ اعلان کرتا سنائی دیا کہ اے لوگو! سنو سنو! شراب حرام کر دی گئی ہے۔ اس اعلان کا سننا تھا کہ ابو طلحہؓ نے اس نوجوان کو جو شراب کے جام تقسیم کر رہا تھا حکم دیا کہ شراب کے مٹکے توڑ دو اور ساری شراب بہا دو اور اس نوجوان نے بھی فوری تعمیل کی اور چند لمحوں میں مدینہ کے گلی کوچوں میں یہ شراب بہنے لگی اور کسی نے اعلان کرنے والے سے پلٹ کر کوئی سوال تک نہیں کیا اور بے چون وچرا اس اعلان کی تعمیل کر دی گئی۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ المائدہ)

عقل محوِ حیرت ہے کہ جب شراب کے جام لنڈھائے جارہے ہوں ایسے میں اطاعت کا یہ شاندار نمونہ کہ محض ایک منادی کرنے والے کے اعلان پر شراب کے مٹکے توڑ کر اسے بہا دیا جائے اور کسی قسم کی تصدیق و تحقیق کرنے کی بجائے تعمیلِ حکم کو اوّلیت دی جائے۔ یہی بیعت کی فلاسفی ہے اور اطاعت کی یہ ادائیں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ غلاموں میں ہی نظر آتی ہیں جنہوں نے عہد بیعت کا حق ادا کر کے دکھا دیا۔

ایک اور صحابیٔ رسول کی اطاعت کا نمونہ ملاحظہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں خطبہ ارشاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”لوگو! بیٹھ جاؤ۔“ حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ خطبہ سننے کے لئے حاضر ہو رہے تھے۔ وہ مسجد کے باہر ہی بیٹھ گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطاعت کا یہ شاندار نمونہ دیکھ کر فرمایا اے عبد اللہؓ بن رواحہ! تمہارا اطاعت کا یہ جذبہ اللہ تعالیٰ اور بڑھائے۔

(اصابہ جزء 4 صفحہ 66)

سورہ جمعہ کی آیت وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ (الجمعہ :4) میں آخری زمانہ میں صحابہ رسولؐ جیسے کردار پیدا ہونے کی پیشگوئی کر دی۔ لکھا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا۔ یعنی زمین سے اٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اُسے واپس لے آئیں گے۔

سامعین! یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت وجود اور آپؑ کے خلفاء کے وجود کے ذریعہ پوری ہوئی۔ آپؑ نے اُس گمشدہ تعلیم کو ثریّا ستارے سے واپس لا کر لوگوں کے دلوں میں راسخ کیا جو آخری زمانہ میں پیشگوئیوں کے مطابق غائب ہوگئی تھی اور مسلمان اِس پر عمل چھوڑ چکے تھے بلکہ آپؑ کی وفات کے بعد آپؑ کے خلفاء اِس مبارک آخری تعلیم کے نقوش روز بروز ہمارے دلوں میں گہرے کرتے چلے جارہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جماعت کا قیام خدا کے حکم پر کر کے اِس جماعت میں داخلے کے لئے بیعت کی دس شرائط بیان کیں۔ جو اسلام کی تعلیم اور قرآن کی عکاسی کرتی ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر ہم احمدی اپنا تزکیہ نفس کر رہے ہیں۔ یہ شرائط بیعت ہر احمدی کو ہر وقت مد نظر رکھنی چاہئیں کیونکہ وہ ایک ایسا مکمل ضابطۂ حیات ہیں جن پر عمل کر کے ہم حقیقی مسلمان بن سکتے ہیں۔ اپنے عہد بیعت کو پورا کر سکتے ہیں اور یہی شرائط بیعت ہیں جن پر ہم خلیفۂ وقت کی بیعت کرتے ہیں۔

خلافت ایک ایسی چیز ہے جس سے جدائی کسی عزت کا مستحق انسان کو نہیں بناسکتی۔ خلفاء کے متعلق اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ تمام اعمال خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہوں گے جو نظام سلسلہ کی ترقی کے لیے اُن سے سرزد ہوں گے اور کبھی بھی وہ ایسی غلطی نہیں کریں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول میں مُمِدّ ہوتے ہیں جیسے کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی پر نہیں چڑھ سکتا تو سونٹے یا کھڈ سٹک کا سہارا لے کر چڑھتا ہے۔ اسی طرح انبیاء اور خلفاء لوگوں کے لئے سہارے ہیں۔ وہ دیواریں نہیں جنھوں نے الٰہی قرب کے راستوں کو روک رکھا ہے بلکہ وہ سونٹے اور سہارے ہیں جن کی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔"

(الفضل 11، ستمبر 1937ء)

مثال کے طور پر اگر ایک آدمی جس کے ہاتھ، پاؤں اور دیگر سب اعضاء بہت ہی صحت مند نظر آتے ہوں لیکن اس کا سر نہ ہو تو اُسے ہم کیا کہیں گے۔ اُسے ہم باوجود اِس کے بہت ہی مضبوط اعضاء کے مردہ ہی کہیں گے۔ یہی مثال ہر اُس جماعت پر بھی پورا اُترتی ہے کہ جس کا امام نہیں ہے۔ جس کا خلیفہ نہیں ہے۔ وہ جماعت مُردہ ہے۔

خلافت کا نظام جو خوف کو امن میں بدلنے والا نظام ہے، جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے تمکنت دین کا ذریعہ بننے والا ہے، اس کا تعلق اس ذریعہ سے قائم ہونے والی خلافت سے ہے جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق عمل میں آنا ہے۔

یاد رکھیں کہ جماعت احمدیہ سے منسلک ہو کر اس سے فیض پانا ہے تو خلافت سے جڑنا بھی فرض ہے اور خلافت کی کامل اطاعت کرنا اور حکموں پر عمل کرنا اور وفا کا تعلق رکھنا بھی ہر احمدی کا فرض ہے۔ تبھی وہ ہدایت یافتہ ہو گا اور اس سے فیض یاب بھی ہوتا رہے گا۔

سامعین! خلافت کی برکات پر غور کریں تو اُن کو سامنے رکھ کر برملا یہ کہا جاسکتا ہے کہ خلافت کی بیعت کرنا اِس لئے ضروری ہے جیسے دنیا میں جماعت احمدیہ ہی ہے جو ایک نظام میں پروئی ہوئی ہے اور پھر جماعت اور خلافت سے وابستہ رہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے بہت فضل بھی ہیں۔ دشمنوں کی جانب سے ظلموں کی بھرمار ہے۔ خاص طور پر پاکستان میں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب اپنے ایمان پر قائم ہیں اور اس بات پر قائم ہیں کہ یہ تکلیفیں ہمیں ہمارے دین سے نہیں ہٹا سکیں۔ خلافت ہی وہ ذریعہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے پیدا کیا ہے اور دنیا کے 222، ممالک میں رہنے والے احمدی ایک اکائی بن کر اِس بابرکت نظام سے جڑے ہوئے ہیں اور اپنی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لیے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لیے ایک ڈھال ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کر سکتی جو درخت سے جدا ہو اس طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اُتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا کام کر سکتا ہے۔"

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان 20/ نومبر 1946ء صفحہ 7 کالم 2)

نیز آپؓ فرماتے ہیں:

"تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اِس کو نہ سمجھا اور اُسے قائم نہ رکھا وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہو گا۔ لیکن اگر تم اس حقیقت کو سمجھے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی۔"

(حقائق القرآن مجموعہ القرآن زیر آیت استخلاف صفحہ 73)

خلیفۂ وقت اپنی دعاؤں، قوّتِ قدسیہ اور شفقت و محبت سے اُن کے دلوں کو ایک دوسرے کی محبت سے لبریز کر دیتا ہے۔ اُس کا وجود جماعتِ مؤمنین کی آرزوؤں، تمناؤں اور امیدوں کا مرکز بن جاتا ہے۔ وہ ایک خاندان کی طرح، ایک برادری بن کر نئی زندگی گزارنے والے ہوتے ہیں۔ خلافت کی برکت اور اُس کی دعاؤں کے طفیل وہ ایک دوسرے کے ہمدرد، خیر خواہ، ایک دوسرے کے دُکھ سُکھ میں شریک ہونے والے اور ایک دوسرے کے لیے دعائیں کرنے والے ہوتے ہیں۔ اُن کے دل ایک ساتھ دھڑکتے اور ان کی نبضیں ایک ساتھ چلتی ہیں۔ جس کی مثال عام دنیوی تعلّقات اور رشتوں میں نہیں ملتی۔ خلافت کا وجود اُن کی امیدوں کا مرکز و محور ہوتا ہے۔ جس کے ہر پیغام اور حکم کو بجالانا وہ اپنی سعادتِ دارین سمجھتے ہیں۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے بہترین ائمہ وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ تم ان کے لیے دعا کرتے ہو، وہ تمہارے لیے دعائیں کرتے ہیں۔

(مسلم کتاب الامارۃ)

نظام خلافت کی بے شمار برکات میں سے ایک برکت خلیفۂ وقت کی ہستی میں جماعت مؤمنین کو ایک درد مند اور دعا گو وجود کا نصیب ہونا ہے۔ خلیفۂ وقت سنتِ نبویؐ کی اقتدا میں جماعت مؤمنین کے لیے ایک ایسے باپ کی مانند ہے جس کی آغوش میں محبت کی گرمی، تحفّظ واحساس اور دعاؤں کے خزانوں سے تمام افراد جماعت جھولیاں بھرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی نعمت ہے جو سوائے جماعتِ احمدیہ کے کُل عالَم میں کسی کو میسّر نہیں۔

حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :

”جماعت احمدیہ کے افراد ہی وہ خوش قسمت ہیں جن کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے...کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی ایسا نہیں جس پر خلیفۂ وقت کی نظر نہ ہو اور اُس کے حل کے لیے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو۔ اس سے دعائیں نہ مانگتا ہو... دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشم تصوّر میں، مَیں نہ پہنچتا ہوں اور اِن کے لیے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔“

(روزنامہ الفضل یکم اگست 2014ء)

پھر آپ فرماتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ کا ایک احسان اور بہت بڑا احسان جس نے جماعت احمدیہ کو ایک اکائی میں پرو یا ہوا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جاری نظام خلافت ہے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ کے گزشتہ 106 سال اس بات کے گواہ ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد جیسا کہ آپ علیہ السلام نے رسالہ الوصیۃ میں بیان فرمایا تھا افراد جماعت نے کامل اطاعت کے ساتھ نظام خلافت کو قبول کیا۔ دنیا میں بسنے والا ہر احمدی چاہے وہ کسی قوم یا ملک سے تعلق رکھتا ہے اس بات کو اچھی طرح سمجھتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کے ساتھ جو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا سلسلہ شروع ہونا تھا اس سے جُڑ کر رہنا اس کا سب سے بڑا فریضہ ہے۔ اِسی سے جماعت کی اکائی ہے۔ اِسی سے جماعت کی ترقی ہے۔ اِسی سے دشمنانِ احمدیت اور اسلام کے حملوں کے جواب کی طاقت ہم میں پیدا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اب اسلام کی اس نشأۃ ثانیہ میں خلافت کے نظام سے وابستہ ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ صرف زبانی ایمان کا اعلان اللہ تعالیٰ کے فضل حاصل کرنے والا نہیں بنا دیتا بلکہ آیتِ استخلاف میں جہاں اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں میں خلافت کا وعدہ فرمایا ہے، اُن کے خوف کو امن میں بدلنے کی خوشخبری دی ہے، خلافت سے وابستہ رہنے والوں کو تمکنت عطا فرمانے کا اعلان فرمایا ہے وہاں ان انعامات کا صرف ان لوگوں کو مورد ٹھہرایا ہے جو عبادتوں اور دعاؤں کی طرف توجہ دینے والے ہوں اور اس مقصد کے لئے قربانیاں کرنے والے ہوں کہ خدا کی توحید دنیا میں قائم کرنی ہے۔ پہلے بھی کئی دفعہ بتا چکا ہوں کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے والے تو بہت سے ہوں گے لیکن حقیقی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے والے وہی ہیں جو ہر حالت میں صرف خدا تعالیٰ کی طرف دیکھتے ہیں۔ غیر اللہ کی طرف اُن کی نظر نہیں ہوتی۔ پس ہر یوم خلافت جو ہم مناتے ہیں، ہمیں اپنی دعاؤں اور عبادتوں اور توحید پر قائم رہنے اور توحید کو پھیلانے کے معیاروں کو ماپنے کی طرف توجہ دلانے والا ہونا چاہئے۔ ورنہ اگر یہ نہیں، اگر ہمارے معیار اللہ تعالیٰ سے تعلق میں پہلے سے بلند نہیں ہو رہے تو جلسے، تقریریں، علمی باتیں اور خوشیاں منانا کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ پس اس روح کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ دعاؤں کی طرف ہماری توجہ ہوگی، توحید کی حقیقت کو سمجھنے کی طرف ہماری نظر ہوگی تو ہم میں سے ہر ایک ان فضلوں کا وارث بنے گا جس کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 مئی 2014ء)

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)